

Journal of Religion & Society (JR&S)

Available Online:

<https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index>

Print ISSN: 3006-1296 Online ISSN: 3006-130X

Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](#)**Prophetic Traditions Related to Marriage in Musannaf Abd al-Razzaq: An Analytical Study and Contemporary Implications**

مصنف عبدالرزاق میں نکاح سے متعلق مرویات سیرت اور عصری استنباط

Hafiz Husain Ahmad

Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, UOS

Dr. Farhat Naseem Alvi

Associate professor, Department of Islamic Studies, UOS

Abstract

Marriage and divorce constitute fundamental aspects of human society, upon which the well-being or deterioration of individuals, families, and nations largely depends. The teachings, practices, and statements of the Prophet Muhammad (peace and blessings be upon him) concerning these matters, as preserved in his blessed biography (Sirah), provide guiding principles for every era. This chapter examines selected narrations addressing the encouragement of marriage, its etiquettes and conditions, the bridal dower (Mahr), the role of the marriage guardian (Wali), the consent of women, exchange marriages (Nikah al-Shighar), procedures of divorce (Talaq), reconciliation and revocation of divorce (Raj'ah), the prescribed waiting period ('Iddah), intervening marriage (Halalah), oaths, and Zihar (a pre-Islamic form of marital repudiation). The objective is to establish a sound understanding of these matters and identify their governing principles in the light of the Prophet's life and teachings. The Prophet Muhammad (peace and blessings be upon him) presented marriage as a means of worship, tranquility, chastity, and social protection, encouraging the Muslim community to embrace it. Through his teachings and personal example at different stages of life, he emphasized love, loyalty, fulfillment of mutual rights, consultation, and family stability. In matters of divorce, he established justice, patience, compassion, and kindness as fundamental principles and strongly discouraged oppression, cruelty, and mistreatment of women. An examination of the narrations discussed in this chapter demonstrates that the Prophet (peace and blessings be upon him) clarified essential principles governing divorce, with the aim of protecting women, ensuring men's accountability, and maintaining social stability.

Keywords: Marriage, Wali, Nikah al-Shighar.

نکاح اور طلاق انسانی معاشرت کا وہ بنیادی شعبہ ہے جس پر افراد، خاندان اور اقوام کی اصلاح و بگاڑ کا انحصار ہوتا ہے، اور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ میں ان دونوں معاملات سے متعلق جو ہدایات، افعال اور اقوال ملتے ہیں وہ ہر دور کے لیے رہنما اصول فراہم کرتے ہیں۔ اس فصل میں ہم نے ان مرویات کا انتخاب کیا جن میں نکاح کی ترغیب، اس کے آداب، شرائط، مہر، ولی کی موجودگی، عورت کی رضامندی، نکاح شغار، طلاق کے طریقے، رجعت، عدت، حلالہ، قسم اور ظہار جیسے معاملات شامل ہیں تاکہ سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں ان کے درست مفہیم اور اصول طے کیے جاسکیں۔ نبی کریم ﷺ نے نکاح کو عبادت، سکون، عفت اور معاشرتی تحفظ کا ذریعہ قرار دیا اور امت کو اس کی طرف رغبت دلائی۔ آپ ﷺ نے زندگی کے مختلف مراحل میں نکاح کے ذریعے محبت، وفاداری، حقوق کی ادائیگی، باہمی مشورے اور خاندانی استحکام کا درس دیا۔ طلاق کے معاملے میں بھی آپ ﷺ نے عدل، تحمل، ہمدردی اور احسان کو بنیاد بنایا، اور کسی بھی عورت کے ساتھ ظلم یا سختی کو سختی سے منع فرمایا۔ اس فصل میں بیان کردہ مرویات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے طلاق کے حوالے سے وہ تمام اصول واضح فرمادیے جن کا مقصد عورت کو تحفظ، مرد کو ذمہ داری، اور معاشرے کو استحکام فراہم کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے نکاح اور طلاق کو صرف قانونی یا معاشرتی بندھن نہیں سمجھا بلکہ اسے عبادت، ذمہ داری، اخلاق اور حقوق کا جامع تصور عطا کیا۔ ان احادیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے عورت کی رضامندی، اس کے حق انتخاب، اس کی مرضی کی اہمیت اور اس کے احترام کو لازم قرار دیا، اور کسی بھی جبر یا دباؤ کو اسلامی اصولوں کے خلاف قرار دیا۔

نکاح سے متعلق روایات سیرت اور عصری استنباط

نکاح میں عورت کی رضامندی اور نبی کریم ﷺ کا طریقہ

سیرت طیبہ میں نکاح کے معاملات میں عورت کی رضامندی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اور آپ ﷺ کا معمول تھا کہ اپنی صاحبزادیوں کی شادی سے قبل ان سے مشورہ فرماتے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے:

عبد الرزاق، عن معمر، عن يحيى بن أبي كثير، عن المهاجر بن عكرمة، قال: "كان رسول الله ﷺ يستأمر بناته إذا أنكحهن، قال: يجلس عند خدر المخطوبة، فيقول: «إِنَّ فُلَانًا يَذْكُرُ فُلَانَةً»، فَإِنْ حَرَّكَتِ الْجَدْرَ لَمْ يُزَوِّجْهَا، وَإِنْ سَكَتَتْ زَوَّجَهَا".¹

مہاجر بن عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی بیٹیوں سے ان کی شادی کے بارے میں مشورہ کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ مخطوبہ (لڑکی) کے پردے کے قریب بیٹھ جاتے اور فرماتے: "فلاں شخص فلاں خاتون سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہے۔" پھر اگر لڑکی نے پردے کو حرکت دی، تو نبی کریم ﷺ اسے نکاح کے لیے مجبور نہ کرتے، اور اگر وہ خاموش رہتی، تو نکاح کر دیتے۔

تخریج و تحقیق:

یہ حدیث درج ذیل کتب میں آئی ہے:

التحہید - ابن عبد البر - ط. المغربیہ 19/80 - ابن عبد البر

ابن ابی شیبہ (2) - عن حفص بن غیاث، عن ابن جریج، عن عطاء مرسلًا، مثله سواء

الثوري (3)، و معمر (4)، عن عبد الكريم الجزري، عن ابن المسيب، قال: قال رسول الله ﷺ: «استأمرُوا الْأَبْكَارَ فِي أَنْفُسِهِنَّ، فَإِنَّهُنَّ يَسْتَحْيِينَ، فَإِذَا سَكَتَتْ، فَهُوَ رِضَاهَا» - یہ لفظ الثوري کا ہے۔²

عصری استنباط:

1. نکاح میں عورت کی رضامندی کی اہمیت

نبی کریم ﷺ کا اپنی بیٹیوں سے ان کی شادی کے بارے میں اجازت لینا اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام میں عورت کی رضامندی کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔ یہ حدیث والدین اور ولی کے کردار کو بھی واضح کرتی ہے کہ وہ صرف نکاح کی تجویز دے سکتے ہیں، مگر زبردستی نکاح نہیں کر سکتے۔ آج کے دور میں بھی اگر کوئی نکاح زبردستی کیا جائے تو وہ اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔

2. عورت کی خاموشی کو رضامندی سمجھنا

نبی کریم ﷺ کا یہ طریقہ اس وقت کے معاشرتی اصولوں کے مطابق تھا، جہاں شرم و حیا کے باعث عورت کھل کر اپنی رضامندی کا اظہار نہیں کرتی تھی۔ اسی وجہ سے اگر وہ خاموش رہتی، تو اسے رضامندی سمجھا جاتا، لیکن اگر وہ ناپسندیدگی کا اشارہ دیتی، تو نکاح نہیں کیا جاتا تھا۔ آج کے دور میں چونکہ عورتیں اپنے خیالات کا زیادہ کھل کر اظہار کرتی ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ ان سے واضح طور پر رضامندی لی جائے، نہ کہ خاموشی کو اقرار سمجھا جائے۔

3. نکاح میں والدین کی ذمہ داری اور اسلامی طریقہ

یہ حدیث والدین کو یہ سکھاتی ہے کہ وہ نکاح میں اپنی بیٹیوں کی رائے لیں، اور ان پر اپنی مرضی نہ تھوپیں۔ آج کئی معاشروں میں والدین بیٹیوں کی مرضی کے بغیر نکاح طے کر دیتے ہیں، جو کہ نبی کریم ﷺ کی سنت کے خلاف ہے۔ اسلامی معاشرے میں نکاح کے معاملات میں والدین اور اولاد کے درمیان مشاورت ضروری ہے، تاکہ رشتے کامیاب ہوں۔

4. نکاح میں شرعی طریقے کی رعایت

نبی کریم ﷺ نے بیٹیوں کو ان کے کمرے یا پردے کے پیچھے بٹھا کر ان سے مشورہ کیا، جو حیا اور شرم و حجاب کے اسلامی اصول کے مطابق تھا۔ آج کے جدید دور میں بھی نکاح کے لیے ایسے طریقے اختیار کرنے چاہئیں جو شرم و حیا اور اسلامی اقدار کے مطابق ہوں، جیسے کہ گھر کے بزرگوں کے ذریعے رشتہ طے کرنا اور لڑکی کی باقاعدہ

¹ المصنف، إمام عبد الرزاق، تحقيق: مركز البحوث والتقنية المعلومات - دار التاصيل، الطبعة الثانية، ١٤٣٣هـ - ٢٠١٣م، 6/224.

² ابن عبد البر، ابن التحہید، ط. المغربیہ 19/80.

رضامندی لینا۔ یہ حدیث اسلام میں نکاح کے صحیح اصولوں، عورت کی رضامندی، والدین کی ذمہ داری، اور نکاح میں مشاورت کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ اسلام زبردستی نکاح کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ عورت کی رضامندی ضروری قرار دیتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی بیٹیوں سے شادی سے پہلے مشورہ کریں اور ان کی مرضی کو اہمیت دیں۔ شرم و حیا کے دائرے میں رہتے ہوئے نکاح کی بات چیت کرنا اسلامی اصول کے مطابق ہے۔

نکاح میں عورت کی رضامندی اور نبی کریم ﷺ کا طریقہ

سیرت طیبہ میں نکاح کے موقع پر لڑکی کی رضامندی کو اولیت دی گئی ہے، اور آپ ﷺ اپنی صاحبزادیوں سے اس کا اظہار ایک مخصوص طریقے سے معلوم فرماتے۔ جیسا کہ حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے:

"عبد الرزاق، قال: وأخبرنا عمر بن راشد، عن يحيى، عن المهجر، أن النبي ﷺ كان إذا خُطِبَ إليه إحدى بناته، يجيء الخدر، فيقول: "إن فلانًا يخطب فلانة"، فإن حركت الخدر لم يزوجه، وإن سكنت زوجها".

بیگی بن مہاجر بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں میں سے کسی کی شادی کے لیے رشتہ آتا، تو آپ ﷺ ان کے کمرے کے قریب بیٹھ کر یہ کہتے: "فلاں شخص فلاں خاتون کو نکاح کے لیے پیش کرتا ہے"۔ پھر اگر لڑکی پردے میں حرکت کرتی، تو نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ نکاح نہ کرتے، اور اگر وہ خاموش رہتی، تو آپ ﷺ نکاح کر دیتے۔³

تحریق و تحقیق:

یہ حدیث درج ذیل کتب میں آئی ہے:

التحیید - ابن عبد البر - ط المغربیہ 80/19 - ابن عبد البر

عبد الرزاق نے المصنف (10278) میں،

سعید بن منصور (562)،

البیہقی نے السنن الکبریٰ 7/123 میں،

اور یہ روایات ہشام سے نقل کی گئی ہیں۔⁴

عصری استنباط:

1. نکاح میں عورت کی رضامندی کا اصول

نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹیوں کی رضامندی کو نکاح کے لیے بنیادی شرط قرار دی۔

اگر لڑکی نے خاموش رہ کر اپنی رضامندی کا اظہار کیا، تو نکاح کر دیا جاتا، لیکن اگر وہ نہ چاہتی یا کوئی مخالف رد عمل دکھاتی، تو نکاح نہیں ہوتا۔ یہ اسلامی نکاح کے اصول کے مطابق ہے، جہاں عورت کی مرضی اور رضامندی ضروری ہے۔

آج کے دور میں بھی یہ اصول باقی ہے کہ نکاح میں لڑکی کی رضامندی کی تصدیق ضروری ہے۔

2. خاموشی کو رضامندی سمجھنا

اس حدیث میں خاموشی کو رضامندی کی علامت سمجھا گیا، جو اس وقت کے معاشرتی اصولوں کے مطابق تھا۔

آج کے دور میں چونکہ لڑکیاں کھل کر اپنی پسند یا پسند کا اظہار کرتی ہیں، اس لیے لڑکی کی واضح رضامندی ضروری ہے۔

لڑکی کی خاموشی کو رضامندی کے طور پر سمجھنے سے گریز کرنا چاہیے، اور اس سے مکمل طور پر سوالات پوچھنے اور وضاحت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

3. والدین کی ذمہ داری اور مشورہ

نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹیوں سے مشورہ کیا اور ان کی رضامندی کو اہمیت دی۔

آج بھی والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کی رائے اور احساسات کا احترام کریں اور ان سے شادی کے فیصلے میں مشورہ لیں۔

³ المصنف، إلام عبد الرزاق، تحقیق: مرکز البحوث وتقنية المعلومات - دار التاصيل، الطبعة الثانية، ۱۴۳۷ھ - ۲۰۱۳ م، 6/224۔

⁴ السنن الکبریٰ، أبو عمر بن عبد البر، التحیید لما فی الموطا من المعانی والآسید فی حدیث رسول اللہ ﷺ، تحقیق و تعلیق: بشار عواد معروف، وآخرون، لندن: مؤسسه الفرقان للتراث

الإسلامی، ۱۴۳۹ھ - ۲۰۱۷ م، 16/12۔

یہ والدین کے لیے ایک اہم سبق ہے کہ وہ اپنی اولاد کے فیصلوں میں ان کی آواز سنیں اور ان کی مرضی کو اہمیت دیں۔

4. نکاح کے اسلامی اصول اور برابری

نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹیوں کو یہ حق دیا کہ وہ اپنی پسند کا اظہار کر سکیں، جو اسلام میں نکاح کے مساواتی اصول کی عکاسی کرتا ہے۔ اسلام میں مرد و عورت دونوں کو نکاح کے معاملے میں برابری کا حق حاصل ہے، اور ان کے فیصلے کی بنیاد ان کی رضامندی پر ہونی چاہیے۔ آج کے دور میں بھی یہ اصول قابل عمل ہیں، اور اسلامی معاشرت میں ہر فرد کو اس کے حقوق کی مکمل آزادی حاصل ہے۔

نکاح کی اہمیت اور اس کے فوائد

سیرت طیبہ میں نکاح کو نہ صرف ایک اہم معاشرتی ضرورت بلکہ سنت نبوی ﷺ کا حصہ قرار دیا گیا ہے، اور ترک دنیا کی بجائے اعتدال کی زندگی گزارنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے:

"عبد الرزاق، عن المثنی بن الصباح، أن عمرو بن شعيب أخبره، عن سعيد بن المسيب، أن نفراً من أصحاب النبي ﷺ فيهم علي بن أبي طالب وعبد الله بن عمرو لما تبتلوا وجلّسوا في البيوت واعتزلوا النساء وهموا بالخصاء وأجمعوا لقيام الليل وصيام النهار بلغ ذلك النبي ﷺ فدعاهم فقال: "أما أنا فأنا أصلي وأنام، وأصوم وأفطر، وأنزج النساء، فمن رغب عن سنتي فليس مني."

عمرو بن شعيب نے سعید بن مسیب سے نقل کیا کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ رات بھر قیام کریں گے، دن بھر روزہ رکھیں گے، اور اپنی بیویوں سے الگ ہو کر نسوانیت کو ترک کر دیں گے۔ اس بات کا علم جب نبی کریم ﷺ کو ہوا، تو آپ ﷺ نے انہیں طلب کر کے فرمایا: "میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، اور میں نکاح بھی کرتا ہوں۔ جو میری سنت سے انکار کرے، وہ مجھ سے نہیں ہے۔"⁵

تخریج و تحقیق:

یہ حدیث درج ذیل کتب میں آئی ہے:

آحمد 3/241 و 259 و 285 - البخاری (5063) - مسلم (1401) - النسائی 6/60 - ابن حبان (14) و (317) - المصنف 7/77 - البغوی فی شرح السنة (96)⁶

عصری استنباط:

1. نکاح کی اہمیت اور اس کا فائدہ

نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں نکاح کو اپنی سنت قرار دیا اور اس کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

نکاح نہ صرف ایک عبادت ہے بلکہ انسان کی فطری ضروریات کو پورا کرنے کا بھی ذریعہ ہے، اور اسے ترک کرنا انسان کے فطری نظام کے خلاف ہے۔ اس حدیث میں نبی ﷺ نے واضح طور پر فرمایا کہ جو نکاح سے گریز کرے، وہ آپ ﷺ کی سنت سے منحرف ہے، اس لیے اسلام میں نکاح کو ایک ضروری فریضہ سمجھا گیا ہے۔

2. دین کے توازن کی اہمیت

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو توازن کا سبق دیا کہ دین اور دنیا میں توازن رکھنا ضروری ہے۔

عبادت اور دنیاوی تعلقات جیسے کہ نکاح، کھانا پینا، سونا اور جاگنا، سب کو ایک ساتھ اعتدال کے ساتھ انجام دینا چاہیے۔

اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دین میں افراط و تفریط سے بچنا چاہیے اور زندگی کے تمام شعبوں میں توازن کو اختیار کرنا ضروری ہے۔

3. نکاح کی اہمیت اور معاشرتی استحکام

نکاح ایک سنگ میل ہے جو انسان کو فطری طور پر مستحکم کرتا ہے، کیونکہ یہ صرف جسمانی تعلقات نہیں بلکہ روحانی سکون اور معاشرتی ذمہ داریوں کی تکمیل ہے۔ نکاح کے ذریعے خاندان کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے، اور معاشرتی استحکام کی طرف قدم بڑھایا جاتا ہے۔

⁵ المصنف، إلام عبد الرزاق، تحقیق: مرکز البحوث وتقنية المعلومات - دار التّصیل، الطبعة الثانية، ۱۴۳۷ھ - ۲۰۱۳ م، 6/243۔

⁶ ابن الوزير، محمد بن إبراهیم بن علی بن المرتضی بن الفضل الحسني القاسمي، أبو عبد الله، عز الدين. العواصم والقواصم في الذب عن سنة أبي القاسم. تحقيق: شعيب الأرنؤوط. بيروت: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، 1415ھ - 1994 م. 6/30۔

4. عبادات اور دنیاوی زندگی میں توازن

نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں عبادات اور دنیاوی ضروریات کے درمیان توازن برقرار رکھا، جیسے کہ نماز، روزہ، نکاح اور سونا۔ اس حدیث کے ذریعے ہمیں یہ پیغام ملتا ہے کہ صرف عبادت یا فقط دنیاوی معاملات میں مگن ہونا دونوں انتہائیں ہیں، بلکہ توازن برقرار رکھنا ضروری ہے۔

نکاح میں مہر اور اس کی مقدار کا اسلامی اصول

"عبد الرزاق، عن داود بن قیس، عن زید بن اسلم، قال: مَا سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ، وَلَا سِيقَ إِلَيْهِ لِنِسَاءٍ مِنْ بَنَاتِهِ أَكْثَرُ مِنْ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَةً، فَذَلِكَ أَرْبَعُمِائَةٍ وَتَمَانُونَ دِرْهَمًا."⁷

زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی کسی بیوی یا بیٹی کو 12 اوقیہ (سونے کی مقدار) سے زیادہ مہر نہیں دیا، جو کہ 480 درہم کے برابر تھا۔

تخریج و تحقیق:

امام عبد الرزاق نے اسے مرسل روایت کیا ہے۔ نیز یہی روایت نسائی اور مسند احمد میں بھی آئی ہے۔

عصری استنباط:

1. مہر کی مقدار اور اسلامی تعلیمات

اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مہر کی مقدار کو محدود رکھا، اور آپ ﷺ نے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے لیے 12 اوقیہ (480 درہم) سے زیادہ مہر مقرر نہیں کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ مہر کو ایک معتدل رقم میں رکھنا تاکہ نکاح میں مالی بوجھ نہ بنے اور نکاح ایک آسان اور فطری عمل بن سکے۔ آج کے دور میں مہر کی مقدار میں تناسب اور آسانی کو برقرار رکھتے ہوئے اسے بہت زیادہ بڑھانے کی بجائے، اسلامی اصولوں کے مطابق ایک مناسب اور معقول رقم رکھی جاسکتی ہے۔

2. معاشرتی فلاح اور مہر کا اثر

نبی کریم ﷺ نے مہر کی ایک معقول مقدار رکھی تاکہ وہ نکاح کے عمل کو پیچیدہ نہ بنائے اور یہ لوگوں کے لیے بوجھ نہ بنے۔ آج کے دور میں کئی معاشرتوں میں مہر کی رقم غیر ضروری طور پر بڑھا دی جاتی ہے، جس سے نکاح ایک مالی بوجھ بن جاتا ہے اور لوگ نکاح کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مہر کو ایک بنیادی حق کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جو عورت کی عزت و احترام کی نشاندہی کرتا ہے، مگر اسے زیادہ بوجھ نہیں بننا چاہیے۔

3. مہر کی اسلامی حکمت اور معاشرتی توازن

مہر کی مناسب مقدار اسلامی معاشرت میں توازن اور انصاف کی علامت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ اصول قائم کیا کہ مہر کی رقم صرف نکاح کے لیے ضروری سمجھا جائے، اور اس کا مقصد بیوی کو معاشی تحفظ فراہم کرنا ہے، نہ کہ ایک اقتصادی رکاوٹ بنانا۔ آج کے معاشرے میں، نکاح کی ثقافت کو دوبارہ ان اصولوں کے مطابق ڈھالنا ضروری ہے تاکہ نکاح ایک محفوظ اور خوشگوار تعلق کی بنیاد بن سکے۔

4. مہر میں پلک اور اسلام کا روایتی موقف

نبی کریم ﷺ نے مہر کی رقم میں پلک رکھی، اور ایک متعین مقدار سے زیادہ نہیں رکھا۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ مہر کا مقصد دولت کی نمائش یا مالی بوجھ نہیں ہونا چاہیے، بلکہ یہ ایک حق ہے جو عورت کو نکاح کے بدلے دیا جاتا ہے۔ آج کے دور میں بھی مہر کو معقول اور معیاری رکھنا چاہیے، تاکہ یہ کسی بھی طرف سے مالی نقصان یا دباؤ کا سبب نہ بنے۔

نکاح شغار کی ممانعت اور نبی کریم ﷺ کا فیصلہ

سیرت طیبہ میں نکاح کے اندر عدل و انصاف کے قیام پر زور دیا گیا ہے، اور اسی لیے شغار جیسے غیر منصفانہ طریقہ نکاح سے سختی سے منع فرمایا گیا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے:

"عبد الرزاق، قال: أخبرنا ابن جريج، قال: أخبرني أبو الزبير، أنه سمع جابر بن عبد الله يقول: "نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ."

⁷ المصنف، إمام عبد الرزاق، تحقيق: مركز البحوث وتقنية المعلومات - دار التاصيل، الطبعة الثانية، 1433هـ - 2013م، 6/250۔

جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شغار (کسی عورت کے بدلے میں دوسری عورت سے نکاح کرنے) کو منع کیا۔⁸

تخریج و تحقیق:

یہ حدیث مشہور ہے اور صحیح ہے۔ اور یہ کئی احادیث کی معتبر کتب میں آئی ہے۔ اور اسی مفہوم کی حدیث صحاح ستہ میں بھی وارد ہوئی ہے۔
عصری استنباط:

1. شغار کا مفہوم اور اس کی ممانعت

شغار ایک ایسا عمل تھا جس میں دو شخص اپنی بیٹی یا بہن کو ایک دوسرے کے ساتھ شادی کے لیے دیتے، لیکن ان کے درمیان دوسرے کسی نکاح کے بدلے شادی کی جاتی تھی، یعنی ہر شخص ایک دوسرے کے ساتھ اپنے بچے یا رشتہ دار کی شادی کرتا تھا، لیکن یہ نکاح بالواسطہ اور مقصدی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس عمل کو حرام قرار دیا، کیونکہ اس سے نکاح میں جبر اور غیر فطری تعلقات پیدا ہوتے ہیں، جو کہ اسلامی معاشرتی اقدار کے خلاف ہیں۔ آج کے دور میں بھی ایسے نکاح کو اسلامی تعلیمات کے خلاف سمجھا جاتا ہے اور اسے ظلم اور جبر کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

2. نکاح میں آزاد و رضامندی کا اصول

نبی کریم ﷺ نے نکاح میں رضامندی کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

شغار میں بیٹیوں یا بہنوں کی رضامندی کو نظر انداز کیا جاتا ہے، اور ان کی آزادی کو محدود کیا جاتا ہے۔

آج کے معاشرے میں بھی نکاح میں کسی بھی قسم کی زبردستی یا جبر جائز نہیں، اور ہر فرد کو اپنی پسند اور رضامندی کا اظہار کرنے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ یہ اصول اسلامی معاشرتی نظام کی بنیاد ہے، جہاں ہر فرد کو عزت اور آزادی دی جاتی ہے، اور اس کی رضامندی کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

3. معاشرتی انصاف اور شغار کی ممانعت

شغار سے خاندانی تعلقات میں پیچیدگیاں اور غیر فطری تعلقات پیدا ہو سکتے ہیں، کیونکہ یہ رشتہ غیر فطری وجوہات پر قائم ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے تعلقات کی ممانعت کی تاکہ خاندانوں میں انصاف اور فطری رشتہ قائم رہ سکے۔

آج کے معاشرتی نظام میں ہر رشتہ کو ایک آزاد اور فطری بنیاد پر استوار کرنا ضروری ہے، تاکہ شادی اور نکاح میں انصاف، عزت اور محبت قائم رہے۔

4. نکاح کی صحیح بنیادیں

شغار کی ممانعت سے نکاح کی صحیح بنیادیں سامنے آتی ہیں، جو کہ رضامندی، احترام اور محبت پر مبنی ہوتی ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں نکاح کا مقصد صرف مرد اور عورت کے درمیان ایک جائز اور محترم رشتہ قائم کرنا ہے، جو دونوں کے لیے خوشی، سکون اور تعاون کا باعث بنے۔ آج کے معاشرتی نظام میں بھی نکاح کی اس صحیح بنیاد پر عمل کرنا ضروری ہے تاکہ اس رشتہ کو پائیدار اور خوشگوار بنایا جاسکے۔

نکاح میں تفریہ کی ممانعت اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات

سیرت طیبہ میں نکاح کے موقع پر دی جانے والی مبارکباد کے لیے بھی اسلامی تعلیمات واضح ہیں، اور زمانہ جاہلیت کی بعض دعائیں رسوم کی بجائے مسنون دعا کی تلقین کی گئی ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے:

"عبد الرزاق، عن الثوری، قال: حدثني ابو سعيد البصري، أنه سمع الحسن. قال عبد الرزاق: أخبرنا ابن جريج، عن رجل، عن الحسن، يذكر عن عقيل بن ابي طالب، أنه تزوج امرأة من بني جشم، فقيل له: بالرفاء والبنين، قال: لا تقولوا ذلك، فإن رسول الله ﷺ نهي عن ذلك، وأمرنا أن نقول: "بارك الله لك، وبارك عليك".

حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ عقیل بن ابوطالب نے بنی جشم کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ جب ان سے کہا گیا: "بالرفاء والبنين" (یعنی شادی اور اولاد کی خوشی کی دعا)، تو عقیل بن ابوطالب نے کہا: "ایسی دعائے کہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا تھا۔" آپ ﷺ نے فرمایا تھا: "ہمیں کہنا چاہیے: 'بارك الله لك وبارك عليك'۔"

⁹

⁸ المصنف، إمام عبد الرزاق، تحقيق: مركز البحوث وتقنية المعلومات - دار التاصيل، الطبعة الثانية، ١٣٣٧هـ - ٢٠١٣م، 6/257.

⁹ المصنف، إمام عبد الرزاق، تحقيق: مركز البحوث وتقنية المعلومات - دار التاصيل، الطبعة الثانية، ١٣٣٧هـ - ٢٠١٣م، 6/262.

تخریج و تحقیق:

یہ حدیث صحیح ہے۔ یہ حدیث معجم الکبیر طبرانی، نسائی اور دیگر معتبر کتب میں آئی ہے۔
عصری استنباط:

1. نکاح میں دعاؤں کا اسلامی اصول

نبی کریم ﷺ نے نکاح کے وقت "بِالْهَيْهَاءِ وَالْبَيْنَيْنِ" کہنے سے منع کیا، کیونکہ یہ ایک مخصوص دعائیہ جو غیر اسلامی یا جاہلی طریقوں سے آئی تھی۔ "بِالْهَيْهَاءِ وَالْبَيْنَيْنِ" کا مطلب ہوتا ہے کہ "اللہ تمہیں خوشی دے اور تمہاری اولاد ہو"، مگر نبی ﷺ نے ہمیں "بارک اللہ لک وبارک علیک" کہنے کی تعلیم دی، جو کہ خالص اسلامی دعا ہے۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ نکاح کے وقت بھی ہماری دعائیں اسلامی تعلیمات کے مطابق ہونی چاہئیں۔ آج کے دور میں بھی نکاح کے وقت ایسی دعائیں کی جا سکتی ہیں جو اسلامی اصولوں کے مطابق ہوں، اور غیر شرعی یا جاہلی عبارات سے گریز کیا جانا چاہیے۔

2. نکاح کی دعاؤں میں اختصار اور تاثیر

نبی کریم ﷺ نے "بارک اللہ لک وبارک علیک" کہنے کی تعلیم دی کیونکہ یہ دعا مختصر اور مفید ہے اور اس میں اللہ کی برکت کی دعا شامل ہے۔ آج کے دور میں بھی مختصر اور دل سے کی جانے والی دعائیں زیادہ موثر اور مناسب ہیں، اور وہ نکاح کے لئے خالص اور اسلامی طریقے سے برکت کی درخواست کرتی ہیں۔ اس دعا سے اللہ کی برکت کی دعا اور ایک دوسرے کی زندگیوں میں خوشی کا طلب ظاہر ہوتا ہے، جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے۔

3. اسلام میں دعا کے ادب اور طریقے

اس حدیث سے دعاؤں کے ادب اور اسلامی دعاؤں کے صحیح طریقے کا بھی پتہ چلتا ہے، جو کہ مختلف معاشرتی مواقع پر دینی اصولوں کے مطابق ہوں۔ نکاح میں دعا کرنے کے ادب کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ دعا ہر فرد کی زندگی کی برکتوں کے لئے ہو، نہ کہ کسی مخصوص چیز (جیسے اولاد یا خوشی) کے بارے میں دعا کی جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ سے ہر چیز کی بھلاہائی کی دعا کریں، اور اپنی خواہشات کو اللہ کی مرضی کے ساتھ جوڑیں۔

نکاح میں انصاف اور نبی کریم ﷺ کی اہلیہ کے ساتھ برتاؤ

سیرت طیبہ میں ازواج مطہرات کے مابین انصاف کا یہ عالم تھا کہ نئی زوجہ کے ساتھ ابتدائی ایام میں ان کی عزت و تکریم کا خیال رکھتے ہوئے، دیگر تمام ازواج میں بھی وقت کی مساوی تقسیم کو یقینی بنایا جاتا۔ جیسا کہ حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے:

عبد الرزاق، عن الثوري، عن محمد بن ابی بکر بن عمرو بن حزم، عن عبد الملك بن ابی بکر بن الحارث بن بشام، عن ابيه قال: "مَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ ثَلَاثًا حِينَ بَنَى بِهَا، ثُمَّ قَالَ: "لَيْسَ بِكَ عَلَى أَهْلِكَ هَوَانٌ، فَإِنْ أَسْبَغَ لَكَ أَسْبَغَ لِنِسَائِي".¹⁰

عبد الملك بن ابی بکر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی بیوی ام سلمہ کے ساتھ تین دن قیام کرنے کے بعد ان سے فرمایا: "تمہاری عزت اور وقار پر کوئی حرف نہیں ہے، اگر میں تمہارے ساتھ زیادہ وقت گزاروں گا تو میں اپنی دیگر بیویوں کے ساتھ بھی ایسا ہی کروں گا۔"

تخریج و تحقیق:

یہ حدیث صحیح ہے، اور درج ذیل کتب میں آئی ہے:

المعجم الکبیر للطبرانی 275/23 — الطبرانی

السنن الکبریٰ — البیہقی — ط العلیہ 10/5 — أبو بکر البیہقی

تاریخ بغداد بشار 542/16 — الخطیب البغدادی (ت 463)

السنن الکبریٰ — البیہقی — ط العلیہ 10/5 — أبو بکر البیہقی

أسد الغابة في معرفة الصحابة ط العلیہ 156/4 — ابن الأثير، أبو الحسن (ت 630)

¹⁰ المصنف، للإمام عبد الرزاق، تحقيق: مركز البحوث وتقنية المعلومات - دار التاصيل، الطبعة الثانية، ١٤٣٥هـ - ٢٠١٣م، 6/298۔

اتعلقات الحسان علی صحیح ابن حبان 6/119 — ناصر الدین الالبانی (ت 1420)

المسند الموضوعی الجامع للکتب العشر 6/319 — صہیب عبد الجبار (معاصر)

سبیل الرشاد 2/1020 — محمود محمد خلیل (معاصر)

عصری استنباط:

1. انصاف اور توازن کی اہمیت

نبی کریم ﷺ نے اہلیہ کے ساتھ انصاف اور توازن کی اہمیت کو اجاگر کیا، خاص طور پر جب متعدد بیویاں ہوں۔ آپ ﷺ نے ام سلمہ کے ساتھ اپنے تعلقات میں توازن برقرار رکھا، اور اس بات کا عہد کیا کہ اگر وہ زیادہ وقت گزاریں گے تو باقی بیویوں کے ساتھ بھی انصاف اور توازن رکھا جائے گا۔ یہ اسلامی تعلیمات کی بنیاد ہے کہ کسی بھی رشتہ میں انصاف، توازن اور احترام ضروری ہے، اور ایک بیوی کی عزت اور حقوق دوسرے پر ترجیح نہیں لینے چاہیے۔ آج کے دور میں بھی اس اصول پر عمل کرنا ضروری ہے، جہاں ہر فرد کے حقوق کا احترام کیا جائے اور کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔

2. نکاح میں شراکت داری اور یکسانیت

نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کے ساتھ نکاح کے معاملے میں شراکت داری کی اہمیت کو بھی واضح کیا۔ جب آپ ﷺ نے ام سلمہ کو عزت دی اور ان کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کی خواہش ظاہر کی، تو انہوں نے اپنی دیگر بیویوں کے ساتھ بھی یکساں سلوک کرنے کا عہد کیا۔ آج کے دور میں بھی یہ اصول اہمیت رکھتا ہے، جہاں یکسانیت اور شراکت داری کے اصول کے تحت سب کے ساتھ برابری کا سلوک کرنا چاہیے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہر فرد کو عزت اور احترام ملے، اور کوئی بھی فرد دوسرے سے کم نہ ہو۔

3. عورت کی عزت اور وقار

نبی کریم ﷺ نے ام سلمہ کی عزت اور وقار کو خاص طور پر بیان کیا، اور فرمایا کہ تمہاری عزت میں کمی نہیں ہے۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ ہر بیوی کا حق ہے کہ وہ اپنے شوہر سے عزت، احترام اور محبت کی توقع کرے، اور ان کے ساتھ برابر کا سلوک کیا جائے۔ آج کے معاشرتی اصولوں میں بھی خواتین کے حقوق اور ان کی عزت کو ہر سطح پر محفوظ رکھنا ضروری ہے۔

4. نکاح میں آپس میں مشاورت

نبی کریم ﷺ نے اہلیہ سے مشاورت کی اور ان کی عزت و وقار کا خیال رکھا، جو کہ ایک کامیاب رشتہ کی علامت ہے۔ آج کے دور میں بھی، نکاح کے تعلقات میں شوہر اور بیوی کے درمیان مشاورت، سمجھوتہ، اور یکسانیت ضروری ہے تاکہ دونوں فریقین ایک دوسرے کے احساسات اور حقوق کا احترام کریں۔ اس سے رشتہ مضبوط ہوتا ہے، اور زندگی میں سکون و محبت آتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا طلاق دینے کا طریقہ اور سیدہ سودہ کا معاملہ

سیرت طیبہ میں طلاق کے معاملات میں بھی نبی کریم ﷺ کا طرز عمل حکمت پر مبنی تھا، اور ایسے واقعات بھی ملتے ہیں جہاں زوجہ کی خواہش اور ایثار پر رجوع کیا گیا۔ جیسا کہ حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے:

"عبد الرزاق، عن أبي حنيفة، عن الهيثم أو أبي الهيثم شك أبو بكر: "أن النبي ﷺ طلق سودة تطلقه، فجلست له في طريقه، فلما مرَّ سألته الرجعة، وأن تهب قسمها منه لأي أزواجه شاء، رجاء أن تبعث يوم القيامة زوجته، فراجعها وقيل ذلك."¹¹

ابو حنیفہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیوی سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو ایک طلاق دی۔ پھر سیدہ سودہ ﷺ کے راستے میں بیٹھ گئیں اور جب آپ ﷺ ان کے قریب سے گزرے، تو انہوں نے طلاق کی واپسی کی درخواست کی اور یہ پیشکش کی کہ وہ اپنے حق کے تمام حصے کو باقی بیویوں میں تقسیم کر دیں، تاکہ قیامت کے دن وہ نبی ﷺ کی بیوی کے طور پر اٹھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی درخواست قبول کی اور انہیں واپس کر لیا۔

¹¹ المصنف، إمام عبد الرزاق، تحقيق: مركز البحوث وتقنية المعلومات - دار التاصيل، الطبعة الثانية، ١٤٣٥هـ - ٢٠١٣ م، 6/300۔

تخریب و تفتیش:

یہ حدیث الطبرانی نے نقل کی ہے، اور اس کے اسناد میں ضعف ہے۔¹²

عصری استنباط:

1. طلاق کے دوران انسانیت اور عدل

نبی کریم ﷺ نے سیدہ سودہ کے ساتھ انصاف اور رعایت کا سلوک کیا۔ جب انہوں نے اپنی طلاق کو واپس لینے کی درخواست کی، تو آپ ﷺ نے ان کی خواہش کا احترام کیا اور ان کو واپس قبول کر لیا۔ آج کے دور میں بھی طلاق ایک سنگین معاملہ ہے، اور اسلام میں طلاق کے بعد بھی انسانیت کا احترام ضروری ہے۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ طلاق ایک حتمی فیصلہ نہیں ہوتا، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ بعض اوقات معاف کر کے رشتہ کو دوبارہ جوڑا جاسکے۔

2. طلاق کے بعد کے حقوق اور احتیاط

نبی کریم ﷺ کی یہ حکمت ہے کہ آپ نے طلاق کے بعد بھی سیدہ سودہ کا حق برقرار رکھا، اور انہوں نے اپنی بیوی کے حقوق کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ آج کے دور میں بھی طلاق کے بعد، دونوں فریقین کے حقوق کو تسلیم کرنا اور ان کی حفاظت کرنا ضروری ہے، خاص طور پر اگر دونوں میں دوبارہ تعلق کا امکان ہو۔ یہ طلاق کے عمل میں بھی حسن سلوک اور احتیاط کی ضرورت کی نشاندہی کرتا ہے۔

3. محبت، احترام اور خواہشات کا لحاظ رکھنا

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا نبی ﷺ سے اپنی طلاق کی واپسی کی درخواست کرنا اور نبی کریم ﷺ کا اسے قبول کرنا، یہ ظاہر کرتا ہے کہ نکاح اور طلاق میں ایک دوسرے کے جذبات، خواہشات اور احترام کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

آج کے دور میں بھی اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ طلاق اور رشتہ میں پیدا ہونے والی مشکلات کو حل کرنے کے لیے ایک دوسرے کے احساسات اور جذبات کا احترام کیا جائے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نکاح اور طلاق میں عاطفی طور پر بالغ فیصلے کرنے کی ضرورت ہے، نہ کہ فوری اور جذباتی رد عمل کی وجہ سے کوئی فیصلہ کیا جائے۔

4. طلاق کے بعد کی زندگی اور اصول

نبی کریم ﷺ نے سیدہ سودہ سے دوبارہ نکاح کر کے طلاق کے بعد کی زندگی میں نئے اصول اور زندگی کے ایک نئے باب کی طرف قدم بڑھایا۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ طلاق کے بعد بھی زندگی میں نئے امکانات اور مواقع ہوتے ہیں، اور اگر دونوں فریق چاہیں تو وہ اپنے رشتہ کو دوبارہ جوڑ سکتے ہیں۔ آج کے دور میں، طلاق کے بعد دونوں فریقین کو اپنی زندگی میں بہتر فیصلے کرنے کی آزادی ہونی چاہیے، اور اس میں نیا آغاز کرنے کی گنجائش ہونی چاہیے۔

نکاح میں خواتین کے درمیان جمع کرنے کی ممانعت اور نبی کریم ﷺ کی ہدایات

سیرت طیبہ میں نکاح کے متعلق بعض خواتین کو بیک وقت جمع کرنے کی ممانعت کے ساتھ، دیگر اہم عبادتی و معاشرتی ہدایات بھی ارشاد فرمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے:

"عبد الرزاق، عن ابن جریج، قال: أخبرني عبد الكريم، أن عمرو بن شعيب أخبره، عن أبيه، عن عبد الله بن عمرو، أن النبي ﷺ استند إلى الكعبة فوعظ الناس وذكرهم، ثم قال: "لا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى اللَّيْلِ، وَلَا بَعْدَ الصَّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلَا تَسَافِرَ امْرَأَةٌ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَلَا تَقْدَمَنَّ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَتِهَا، وَلَا عَلَى خَالَاتِهَا."¹³

عبد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کعبہ کے قریب بیٹھ کر لوگوں کو نصیحت کی اور ان کو یاد دلایا کہ: "کوئی بھی شخص عصر کے بعد نماز نہ پڑھے جب تک رات نہ آجائے، اور نہ ہی صبح کے بعد سورج نکلنے تک نماز پڑھے۔ ایک عورت کسی بھی سفر پر اپنے محرم کے بغیر تین دن کا سفر نہ کرے۔ عورت کو اپنی عمت یا خالہ پر سبقت نہ لینی چاہیے۔"

¹² الحیثمی، أبو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، تحقیق: حسام الدین القدسی، القاہرہ: مکتبۃ القدسی، 1414ھ - 1994 م، 246/9۔

¹³ المصنف، إمام عبد الرزاق، تحقیق: مرکز البحوث والتقنية المعلومات - دار التامصيل، الطبعة الثانية، 1437ھ - 2013 م، 316/6۔

تخریج و تحقیق:

یہ حدیث عبد الرزاق نے المصنف میں (10750) نقل کی ہے، جہاں ابن جریج نے عبد الکریم الجزری سے سنا، اور عمرو بن شعیب نے ابا کے ذریعے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی۔ اس ہی طریقے سے احمد نے بھی حدیث (6712) نقل کی ہے۔ اس کا اسناد حسن ہے کیونکہ عمرو بن شعیب حسن الحدیث ہیں۔¹⁴

عصری استنباط:

1. نکاح میں خواتین کے حقوق اور ذمہ داریاں

نبی کریم ﷺ نے خواتین کے سفر اور دوسرے خواتین کے ساتھ رشتہ داری میں پابندیاں عائد کیں تاکہ ان کی عزت اور فطری حقوق کی حفاظت کی جاسکے۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو محرم کے بغیر سفر کرنے سے منع کیا، تاکہ ان کی حفاظت اور عزت محفوظ رہ سکے۔ آج کے دور میں بھی یہ اصول اہمیت رکھتے ہیں، اور عورتوں کے لیے سفر کے دوران کسی قابل اعتماد محرم کا ساتھ ضروری سمجھا جاتا ہے تاکہ ان کی حفاظت یقینی بنائی جاسکے۔

2. عورتوں کے درمیان غیر ضروری تقابل سے بچنا

"عورت کو اپنی عمت یا خالہ پر سبقت نہ لینی چاہیے" یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ خواتین کے درمیان غیر ضروری تقابل یا تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ آج کے معاشرتی تعلقات میں بھی ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہر فرد کے حقوق اور مقام کا احترام کیا جائے، اور کسی کی جگہ پر قبضہ نہ کیا جائے۔ یہ ایک اسلامی اصول ہے کہ ہر فرد کی عزت اور مقام کا احترام کیا جائے، اور کسی کو دوسرے سے کم تر نہ سمجھا جائے۔

3. نماز کے اوقات اور اسلامی عبادات

نبی کریم ﷺ نے نماز کے اوقات کی اہمیت کو بھی واضح کیا اور عصر کے بعد اور صبح کے بعد نماز کو منع کیا، تاکہ مسلمان اپنی عبادات کو صحیح اوقات میں ادا کریں۔ آج کے دور میں ہمیں اپنی عبادات میں سلیقہ اور اہتمام رکھنا چاہیے، اور اسلامی عبادات کو ان کے مخصوص اوقات میں ادا کرنا چاہیے تاکہ ان کا ثواب اور اثر بہتر ہو۔

4. خواتین کے حقوق میں توازن

نبی کریم ﷺ کی ہدایات میں خواتین کے حقوق میں توازن رکھا گیا ہے، یعنی انہیں آزادی دینے کے ساتھ ساتھ ان کی عزت اور حفاظت کو بھی یقینی بنایا گیا ہے۔ آج کے دور میں ہمیں بھی اس توازن کا خیال رکھنا چاہیے، اور خواتین کے حقوق کو مکمل طور پر تسلیم کرنا چاہیے، تاکہ ان کی عزت، خود مختاری اور حفاظت کو یقینی بنایا جاسکے۔

نبی کریم ﷺ کی لعنت اور مختلف حرام کاموں کی ممانعت

سیرت طیبہ میں متعدد اعمال کو شریعت کی نگاہ میں انتہائی ناپسندیدہ قرار دیتے ہوئے، ان کے کرنے والوں پر نبی کریم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے:

"عبد الرزاق، عن ابن جریج، عن عطاء قال: "لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُجَلَّ، وَالْمُحَلَّلَ لَهُ، وَآكِلَ الرِّثَا، وَالشَّاهِدَ، وَالْكَاتِبَ، وَالْوَأَصِلَةَ، وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَأَسِمَةَ، وَالْمُسْتَوْصِمَةَ."

عطاء بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت کی جو درج ذیل کام کرتے ہیں: "مُجَلَّ (وہ شخص جو کسی عورت سے نکاح کر کے اس کو واپس کرنے کے لیے نکاح کرتا ہے)، اور مُحَلَّلَ لَهُ (وہ شخص جس کے لیے یہ نکاح کیا گیا ہو)، آکل الربا (سود کھانے والا)، شاہد (گواہ)، کاتب (لکھنے والا)، واصلہ (وہ عورت جو اپنے بالوں کو آپس میں جوڑتی ہے)، مستوصلہ (وہ عورت جو دوسروں سے اپنے بالوں کو جوڑنے کے لیے کہتی ہے)، وائسمہ (وہ عورت جو اپنے جسم پر نقش یا خال بناتی ہے)، متوشمہ (وہ عورت جس کے جسم پر نقش یا خال بنائے جائیں)، اور مستوشمہ (وہ عورت جو اپنی جلد پر نقش یا خال بنواتی ہے)"۔¹⁵

¹⁴ الا عظمی، ابو احمد محمد عبد اللہ الجابح، الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل المرتب علی أبواب الفقہ، الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، 1437ھ - 2016 م، 31/5۔

¹⁵ المصنف، للإمام عبد الرزاق، تحقیق: مرکز البحوث والتقنیۃ المعلومات - دار التامیز، الطبعة الثانیة، 1433ھ - 2013 م، 323/6۔

تخریب و تحقیق:

یہ حدیث حسن لغیرہ ہے، اور اس کا اسناد ضعیف ہے۔ ابو جعفر الرازی کا حافظہ کمزور تھا، اور الحارث الأعور بھی ضعیف ہیں۔ ابو داؤد نے (2077) میں خالد بن عبد اللہ الواسطی سے حصین بن عبد الرحمن کے ذریعے اسی اسناد سے یہ حدیث نقل کی ہے، اور یہ حدیث برقم (635) پہلے آپکی ہے۔¹⁶

عصری استنباط:

1. سود، نکاح میں جبر اور جسمانی تبدیلیوں کی ممانعت

نبی کریم ﷺ نے سود، جبر سے کیے گئے نکاح، اور جسمانی تبدیلیوں کو سختی سے منع کیا۔ سود (ربا) کو حرام قرار دینے کا مقصد معاشرتی انصاف اور معاشی استحکام کو فروغ دینا تھا۔ جبر سے نکاح یا غلامانہ تبدیلیاں (جیسے کہ جسمانی تبدیلیاں جیسے نقش یا خال بنانا) انسانی فطرت اور اخلاق کے خلاف ہیں، اور اسلام میں اس کا کوئی جواز نہیں۔ آج کے معاشرتی نظام میں بھی ان اصولوں کی پیروی کرنا ضروری ہے، کیونکہ یہ قوانین انسانی عزت، حرمت، اور معاشرتی توازن کو محفوظ رکھتے ہیں۔

2. جبر سے نکاح اور محض استعمال کے لیے نکاح کرنا

نبی کریم ﷺ نے محلل اور محللہ پر لعنت کی کیونکہ یہ نکاح اس نیت سے کیا جاتا تھا کہ عورت کو دوبارہ اپنے شوہر کے پاس واپس لایا جائے، جو کہ ایک دھوکہ دہی کا عمل تھا۔ آج کے دور میں بھی اس عمل کو ناجائز سمجھا جاتا ہے، اور اسلامی معاشرت میں جبر اور دھوکہ دہی کو قطعاً برداشت نہیں کیا جاتا۔

3. جسمانی تبدیلیوں کے بارے میں اسلام کا موقف

نبی کریم ﷺ نے شادی اور جسمانی نقش بنانے کے عمل کو حرام قرار دیا۔ آج کے دور میں بھی جسم پر خال بنانا اور نقوش بنوانا اکثر ثقافت اور زیبائش کی علامت سمجھی جاتی ہے، مگر اسلام میں اس کی اجازت نہیں ہے کیونکہ یہ انسان کی فطری حالت کو تبدیل کرتا ہے۔ اسلام میں فطری جسمانی حالت کا احترام کیا گیا ہے، اور غیر فطری تبدیلیوں سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

4. گواہ اور کاتب کی ذمہ داری

نبی کریم ﷺ نے گواہ (شاہد) اور کاتب پر بھی لعنت کی، جو کہ جھوٹی گواہی دیتے یا غلط تحریر کرتے تھے۔ آج کے معاشرتی نظام میں، گواہی اور تحریر کی صداقت بہت اہم ہے، اور جھوٹ بولنا یا غلط دستاویزات تیار کرنا نہ صرف اخلاقی بلکہ قانونی طور پر بھی سنگین جرم ہے۔

5. عورتوں کے ساتھ اخلاقی سلوک

اسلام میں عورتوں کے ساتھ اخلاقی سلوک کی بنیاد پر نکاح، شادی، اور تعلقات کو استوار کیا گیا ہے، اور یہ بتایا گیا کہ عورت کو عزت دینی چاہیے۔ اس حدیث میں عورتوں کے ساتھ کیے گئے جبر اور جسمانی تبدیلیوں کو حرام قرار دیا گیا ہے، تاکہ ان کے حقوق محفوظ رہیں اور انہیں فطری حالت میں عزت دی جائے۔

آباء کے نکاح کی ممانعت اور نبی کریم ﷺ کا حکم

سیرت طیبہ میں بعض نکاحوں کو انتہائی سنگین جرم شمار کیا گیا ہے، اور والد کی منکوحہ (سوتیلی ماں) سے نکاح کرنے والے کے لیے نبی کریم ﷺ نے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ جیسا کہ حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے:

"عبد الرزاق، عن معمر، عن الأشعث، عن عدي بن ثابت، عن يزيد بن البراء بن عازب، عن أبيه قال: "لَقِيتُ

عَمِّي وَمَعَهُ رَايَةٌ، فَقُلْتُ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ فَقَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً أَبِيهِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْتُلَهُ."¹⁷

یزید بن براء اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے چچا کو راہ چلتے ہوئے ایک جھنڈا اٹھا لیا، تو انہوں نے سوال

کیا: "کہاں جا رہے ہو؟" چچا نے جواب دیا: "نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک ایسے شخص کے پاس بھیجا ہے جس نے اپنے والد کی بیوی

سے نکاح کیا ہے، اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسے قتل کر دوں۔"

تخریب و تحقیق:

یہ حدیث درج ذیل کتب میں آئی ہے:

¹⁶ ابن حنبل، الإمام أحمد، مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، عادل مرشد، وآخرون. إشراف: د. عبد الله بن عبد المحسن التركي. بيروت: مؤسسة الرسالة، 1421 هـ - 2001 م. 89/2.

¹⁷ المصنف، للإمام عبد الرزاق، تحقيق: مركز البحوث والتقنية للمعلومات - دار التاصيل، الطبعة الثانية، 1433 هـ - 2013 م، 226/3.

التحفة: ت م 11721، د ت س ق 15534

الإتحاف: مي جا طح حب قط كم حم 20898

شبية: 29469، 29470، 34294، 34300، 37301

التفسير لابن المنذر (618/2)

المصنف: عبد الرزاق بن همام الصنعاني 326/6

تحقيق:

اس حدیث میں لفظ "أَبْنَاهُمْ" میں تصحیف ہوئی تھی، جسے ابن المنذر کے التفسیر سے تصحیح کیا گیا اور درست کیا گیا۔ یہ تصحیح عبد الرزاق کے ذریعے کی گئی ہے، اور اس کی سند معتبر ہے۔¹⁸

عصری استنباط:

1. نکاح میں والد کے حق کا تحفظ

نبی کریم ﷺ نے آباؤ کی بیوی سے نکاح کرنے کو سختی سے منع کیا اور اس عمل کی سزا کے طور پر قتل کا حکم دیا، کیونکہ یہ ایک سنگین اور اخلاقی جرم تھا۔ اسلام میں والدین کے ساتھ تعلقات کی بہت اہمیت ہے، اور ان کی بیوی سے نکاح کرنا نہ صرف اخلاقی طور پر غلط تھا بلکہ اس سے خاندان میں بے چینی اور تباہی آ سکتی تھی۔ آج کے دور میں بھی یہ اصول اہم ہیں کہ کسی شخص کو اپنے والدین کی عزت اور حقوق کا خیال رکھنا چاہیے، اور ایسے تعلقات سے بچنا چاہیے جو خاندان میں بگاڑ ڈالیں۔

2. ازدواجی تعلقات کی حدود اور اسلامی اصول

اسلامی معاشرت میں ازدواجی تعلقات کی حدود بہت واضح ہیں۔ آباؤ کی بیوی سے نکاح کرنا ایک سنگین جرم سمجھا گیا ہے، کیونکہ یہ خاندان کی اخلاقی ساخت کو متاثر کرتا ہے۔ آج کے معاشرے میں بھی ایسے نکاح کو اخلاقی طور پر ناجائز سمجھا جاتا ہے، اور ایسے تعلقات کو روکنے کے لیے قوانین اور اصول بنائے گئے ہیں۔

3. اسلامی معاشرت میں سزائیں اور عدلیہ

نبی کریم ﷺ نے ایسے کسی شخص کے لیے سخت سزا کا حکم دیا جو اپنے والد کی بیوی سے نکاح کرتا۔ آج کے قانون میں بھی ایسے تعلقات کے لیے سخت سزائیں رکھی گئی ہیں تاکہ معاشرتی بے راہ روی اور اخلاقی گراؤ کو روکا جاسکے۔ اسلامی قانون میں بھی سزا کا مقصد اخلاقی اصلاح، خاندان کی عزت کا تحفظ، اور معاشرتی توازن برقرار رکھنا ہے۔

4. ازدواجی انصاف اور خاندان کی ساخت

نبی کریم ﷺ نے آباؤ کی بیوی سے نکاح کو نہ صرف ایک جرم قرار دیا بلکہ اس کے نتائج پر بھی سختی سے توجہ دی۔ آج کے دور میں بھی خاندان کی سالمیت کو یقینی بنانا ضروری ہے، اور اس میں نکاح کے اخلاقی اصولوں کا خیال رکھا جانا چاہیے تاکہ ہر فرد کے حقوق محفوظ رہیں اور معاشرتی توازن قائم ہو۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کے اس پہلو کا مطالعہ نہایت ضروری ہے کیونکہ ازدواجی زندگی وہ بنیادی اکائی ہے جس پر اسلامی معاشرہ قائم ہوتا ہے۔ اس فصل میں نکاح کے وقت عورت کی رضامندی، ولی کی حیثیت، مہر کی مقدار، رخصتی سے قبل نکاح کی شرط، نکاح شغار کی ممانعت، نکاح کے دوران دعاؤں کا طریقہ، مبارکباد کی تعلیم، عدل و مساوات کے اصول، طلاق کی حالت حیض میں ممانعت، طلاق ثلاثہ، رجعت کا طریقہ، عدت کی مدت، حلالہ کی حقیقت، ظہار، قسم، اور عورت کے حقوق جیسے کئی پہلوؤں پر مشتمل مرویات جمع کی گئیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان تمام مسائل میں ایسے اصول اور رہنمائی فراہم کی جو نہ صرف حقوق کی حفاظت کرتی ہے بلکہ ازدواجی رشتے کو محبت، وفاداری اور عفت کا بندھن بناتی ہے۔ ان احادیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نکاح محض ایک معاہدہ نہیں بلکہ دینی فریضہ اور معاشرتی ذمہ داری ہے، اور طلاق محض ایک قانونی حق نہیں بلکہ اس کے پیچھے نیت، حکمت، وقت، طریقہ اور اخلاقیات کا پورا نظام ہے۔

¹⁸ ابن ہمام الصنعانی، أبو بکر عبد الرزاق. المصنف. تحقیق ودراسة: مرکز البحوث وتقنية المعلومات - دار التأسيس. الرياض: دار التأسيس، 1437ھ - 2013 م. 6/326.